www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

قانون توہینِ رسالت پر اقلیتوں کے اعتراضات کا جائزہ

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال کی عدالت سے توہین رسالتؐ کے مرتکب ایوب مسیح کو سزائے موت کے فیصلے کے بعد بشپ آف فیصل آباد ڈاکٹر جان جوزف کی پراسرار خودکشی (یا قتل!!؟) نے مسیحی اقلیت کے ایک مخصوص طبقے کی قانون توہین رسالتؐ کے خلاف چلائی جانے والی غیر دانش مندانہ اور جارحانہ مہم کو نقطہ عروج (کلائمکس) تک پہنچادیا ہے۔ آنجہانی بشپ جان جوزف نے مذکورہ عدالتی فیصلے کے خلاف شدید جذباتی رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے خودکشی کا ارتکاب کیا یا تازہ ترین رپورٹوں کے مطابق انہیں سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل کر کے سیشن کورٹ کے سامنے پھینکنے کا ڈرامہ رچایا گیا، حقیقت کچھ بھی ہو، دونوں صورتوں میں ان کی موت کی ذمہ دار نہ تو حکومت ہے اور نہ ہی مسلمان اکثریت کو مورد الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ اس افسوسناک واقعے کے بعد نام نہاد انسانی حقوق کے بد قسمت منادوں اور بعض مسیحی تنظیموں کی طرف سے قانون توہین رسالتؐ کو واپس لینے، احتجاجی جلوس کے دوران مسلمانوں کی املاک کو نقصان پہنچانے اور اشتعال انگیز بیانات کے ذریعے پرامن اکثریت کے جذبات کو مجروح کرنے کا عمل مذکورہ واقعے سے کہیں زیادہ افسوس ناک ہے کیونکہ اس خطرناک صورتحال پر اگر بروقت قابو نہ پالیا جاتا تو یہ مسلمانوں اور عیسائی اقلیت کے درمیان خطرناک تصادم پر منتج ہو سکتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شر پسند عناصر اس طرح کے واقعے کو اپنے مخصوص عزائم کی تکمیل کیلئے استعمال کرنے کی پہلے ہی منصوبہ بندی کر چکے تھے۔ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے جلتی پر تیل کا کام کر کے جذباتیت کا شکار مسیحی نمائندوں کو مسلم اکثریت سے لڑانے کا افسوس ناک کردار ادا کیا ہے۔

رسالتمآبؐ سے محبت و مودت اور والہانہ عشق و عقیدت مسلمانوں کے دین و مذہب کی وہ بنیاد ہے کہ جس پر اسلام کے پورے نظام فکر کی عمارت قائم ہے۔ جب تک محسن انسانیتؐ، سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دیگر تمام انسانی رشتوں کی محبت پر غالب نہ آجائے، ایک مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلم، مسلمانوں کی اپنے نبی مکرمؐ سے اس قدر والہانہ عقیدت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلم اسلام سے اپنی کدورت کے اظہار اور مسلمانوں کو شدید ذہنی اذیت سے دوچار کرنے کے لئے ان کی محبوب و مقدس ترین ہستی کی توہین جیسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب سے بھی باز نہیں رہتے۔ تحفظ ناموس رسالتؐ مسلمانوں کے نزدیک حساس ترین معاملہ ہے جس کے متعلق معمولی سی بات ہو جائے تو وہ شمع رسالت پر دیوانہ وار اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں بھی پس وپیش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات پر مسلمانوں کے تمام گروہوں میں کامل اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب شخص کی سزا موت ہے، اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت نے ۸۶ء میں حکومت پاکستان کو ہدایت کی کہ توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا موت مقرر کی جائے۔ عدالتی حکم کی پیروی کے نتیجے میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے توہین رسالتؐ کے مجرم کی سزا موت مقرر کی گئی ہے۔

قانون توہین رسالتؐ ...... احتجاجی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ

اس سے پہلے کہ مسیحی اقلیت کے حالیہ مسلح احتجاج کے پس پشت محرکات اور ان کے تحفظات کی حقیقت کا جائزہ لیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قانون توہین رسالتؐ کے نفاذ کے بعد اس کو ختم کرانے کے لئے چلائی جانے والی مذموم تحریک کا مختصر اذکر کر دیا جائے۔ آج سے بارہ سال قبل جب یہ قانون نافذ کیا گیا تو اس کے خلاف سب سے زیادہ احتجاج قادیانیوں کی طرف سے کیا گیا۔ دراصل اس قانون کے نفاذ سے قبل توہین رسالتؐ کے مرتکب افراد کی اکثریت کا تعلق قادیانی فرقے سے تھا، ان کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی وجہ سے امن عامہ کو شدید خطرات لاحق تھے، چونکہ اس ضمن میں موثر قانون موجود نہیں تھا اسی لئے بہت سے واقعات میں مسلمان خود ہی شاتم رسول کے خلاف اقدام کر گزرتے تھے۔ قادیانی فرقے کی طرف سے ۲۹۵ سی کے خلاف پاکستان اور یورپ میں جارحانہ احتجاجی مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ انہوں نے اس قانون کو بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے پاکستان کے خلاف مذموم پراپیگنڈے کا محاذ کھول دیا۔

قادیانیوں نے جینوا میں انسانی حقوق کے کمیشن کو درخواست دی کہ پاکستان میں ان کے بنیادی انسانی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ یہ کمیشن اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ ہے اس کا کام دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھنا ہے۔ اس کمیشن کی نشاندہی اور سفارشات پر مغربی حکومتیں اپنی خارجہ پالیسی مرتب کرتی ہیں۔ اس زمانے میں جینوا میں پاکستان کی نمائندگی کے فرائض ایک قادیانی منصور احمد انجام دے رہا تھا۔ کمیشن کے سامنے اسُ نے حکومت پاکستان کے موقف کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وضاحت کرنے میں جان بوجھ کر غفلت سے کام لیا جس کے نتیجے میں جینوا کے انسانی حقوق کمیشن نے قرارداد منظور کرلی کہ فی الواقع پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے۔ قادیانی گروہ اس قرارداد کو لے کر واشنگٹن پہنچا۔ وہاں پاکستان مخالف امریکی سینٹ کے ارکان سٹیفن سولارز اور پریسلر کی سرپرستی میں لابنگ کی۔ اس وقت امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد کے لئے شرائط طے کررہی تھی۔ قادیانیوں کی کوششوں کے نتیجے میں خارجہ کمیٹی نے قرارداد پاس کی کہ پاکستان کی امداد کے لئے ضروری ہوگا کہ امریکی صدر ہر سال ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گا جس میں یہ درج ہوگا کہ حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے تدارک میں نمایاں ترقی کی ہے۔

(حوالہ: روزنامہ جنگ، ۵ مئی ۸۷ء مضمون مولانا زاہد الراشدی)

قادیانی فرقے کی ان سرگرمیوں کے تناظر میں یہ بات تعجب انگیز نہیں ہے کہ ۸۸ء میں جب پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا تو قادیانیوں کو اس میں بھرپور نمائندگی حاصل تھی۔ جسٹس دراب پٹیل (پارسی) اس کے پہلے صدر اور عاصمہ جہانگیر اس کی پہلی جنرل سیکرٹری تھیں۔ آج کل عاصمہ جہانگیر اس کی چیئر پرسن اور آئی اے رحمان اس کے ڈائریکٹر ہیں۔ حسین نقی، بیگم نگار احمد، حنا جیلانی، وغیرہ جیسے قادیانی افراد کمیشن کے روح رواں ہیں۔ قادیانیوں نے ہیومن رائٹس کمیشن کے پلیٹ فارم کو اپنے مخصوص مفادات کیلئے استعمال کیا ہے۔ اس کمیشن کی طرف سے ہر سال شائع ہونے والی رپورٹ میں قادیانیوں کے ساتھ کی جانے والی مبینہ زیادتیوں اور ان کے انسانی حقوق کی پامالی کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا۔ کمیشن کی کوئی ایک رپورٹ بھی ایسی نہیں ہے جس میں ۲۹۵ سی کے قانون توہین رسالت کو اقلیتوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے اسے واپس لینے کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔ پاکستان میں مغربی سرمائے کے بل بوتے پر این جی اوز اور انسانی حقوق کی تنظیموں کا جال بچھادیا گیا۔ مسیحی مغرب سے فنڈز کی وصول یابی کیلئے پاکستان کی کیتھولک عیسائی تنظیموں کو بھی ساتھ ملایا گیا۔ ۹۵ء میں سلامت مسیح کیس کی وکالت کرکے عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی نے عیسائی اقلیت میں اپنا اعتبار قائم کیا اور عیسائیوں کے اندر کام کرنے والی مختلف نئی اور پرانی تنظیموں کو ۲۹۵ سی کے خلاف تحریک چلانے کے لئے منظم کیا گیا۔ اس احتجاجی تحریک میں آنجہانی بشپ جان جوزف عملاً پیش پیش تھے۔ انہوں نے قادیانیوں کے ساتھ مل کر یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے دورے کئے اور وہاں کی حکومتوں کو ۲۹۵ سی کا قانون واپس لینے کے لئے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے تیار کیا۔

قادیانی اور بعض مسیحی راہنماؤں کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ امریکی حکومت اور دیگر یورپی ممالک پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے قانون توہین رسالت کی واپسی کے لئے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دباؤ ڈالتے رہے ہیں۔ گذشتہ ایک سال کے دوران اس دباؤ کی شدت میں اضافہ محسوس کیا گیا۔ ۲۴ جولائی ۹۷ء کے پاکستانی اخبارات کی شہ سرخیاں امریکی وزارت خارجہ کی رپورٹ کے اقتباسات پر مبنی تھیں جن میں قانون توہین رسالت کو واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ نومبر ۹۷ء میں کنٹربری (برطانیہ) کے آرچ بشپ ڈاکٹر ایرل کیری پہلی دفعہ پاکستان کے دورے پر آئے، پاکستان میں اپنے قیام کے دوران انہوں نے قانون توہین رسالت کو بنیادی انسانی حقوق کے منافی قرار دیا۔ ان کے متنازعہ فیہ بیانات کے خلاف پاکستان میں شدید رد عمل کا اظہار کیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد، فروری ۹۸ء میں امریکی بیورو آف ڈیموکریسی، "ہیومن رائٹس اینڈ لیبر" نے پاکستان کے بارے میں مفصل رپورٹ جاری کی۔ اس رپورٹ کے مکمل متن کا ترجمہ بعض اخبارات نے شائع کیا۔ اس رپورٹ کے حق میں انسانی حقوق کی تنظیموں نے بیانات دیے جبکہ پاکستان کی رائے عامہ نے اسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں بے جا مداخلت قرار دیا۔ اس رپورٹ میں بھی ۲۹۵ سی کے خلاف مواد موجود تھا۔ اپریل ۹۸ء کے پہلے ہفتے میں پاکستان سے آنجہانی بشپ ڈاکٹر جان جوزف اور لاہور کے بشپ ڈاکٹر الیگزنڈر ملک روم کے دورے پر گئے۔ بشپ جان جوزف اپنی خودکشی یا قتل سے صرف ایک روز قبل پاکستان واپس آئے تھے اور اخباری اطلاع کے مطابق چند دنوں کے بعد انہوں نے روم میں ۲۹۵ سی کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرے میں شریک ہونا تھا۔ ۲۹۵ سی کے خلاف احتجاجی سرگرمیوں کا یہ مختصر خاکہ اسی لئے پیش کیا گیا ہے تاکہ ڈاکٹر بشپ جان جوزف کی خودکشی یا قتل کے پس پشت محرکات کا جائزہ لگایا جاسکے۔

۲۹۵ سی کی مخالفت کے اس پس منظر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اصل متن اور اس کے متعلق اقلیتوں کے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے۔

قانون توہین رسالت ﷺ ...... اصل متن

تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۵ اور اسکی ذیلی دفعات A,B,C کا اصل متن درج ذیل ہے :

۲۹۵ : کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کی نیت سے عبادت گاہ کو نقصان پہنچانا یا نجس کرنا :

> جو شخص کسی عبادت گاہ کو یا کسی ایسی چیز کو جو اشخاص کی کسی جماعت کی طرف سے مقدس سمجھی جاتی ہو اس نیت سے تباہ کرے، نقصان پہنچائے یا ناپاک کرے کہ اس طرح وہ اشخاص کی کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کر سکے یا اس علم کے ساتھ کہ اشخاص کی کسی جماعت کی مذکورہ تباہی نقصان یا ناپاک کرنے سے ان کے مذہب کی تذلیل کا احتمال ہے تو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسے کسی ایک جرم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ ۲۹۵ (الف) : کسی جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کے ذریعے اس کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کی نیت سے کینہ وارانہ اور ارادی افعال

جو کوئی شخص (پاکستان کے شہریوں کی) کسی جماعت کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرنے کے ارادی اور کینہ وارانہ مقصد سے الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا دکھائی دینے والے خاکوں کے ذریعے مذکورہ جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کرے یا تذلیل کرنے کی کوشش کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزا اتنی مدت کیلئے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ ۲۹۵ (ب) : قرآن پاک کے نسخے کی بے حرمتی وغیرہ کرنا :

جو کوئی قرآن پاک کے نسخے یا اس کے کسی اقتباس کی عمداً بے حرمتی کرے، اس کا نقصان یا بے ادبی کرے یا اسے توہین آمیز طریقے سے یا کسی غیر قانونی مقصد کے لئے استعمال کرے تو وہ عمر قید کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

دفعہ ۲۹۵ (ج) : پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ وغیرہ استعمال کرنا :

جو کوئی الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نقوش کے ذریعے، یا کسی تہمت، کنایہ یا در پردہ تعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

مسیحی اعتراضات وخدشات

ڈاکٹر الیگزینڈر ملک، بشپ آف لاہور نے آنجہانی بشپ جان جوزف کی مبینہ خودکشی سے متعلق مورخہ ۱۲ مئی ۹۸ء کو آواری ہوٹل میں پریس کانفرنس کے دوران "۲۹۵ بی اور سی" پر درج ذیل اعتراضات وارد کئے :

۱۔ "۲۹۵ سی کا قانون اقلیتوں کو ڈرانے، دھمکانے، بھگانے، غلام بنانے اور قتل کرنے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کا لائسنس ہے۔ اس سے Religions Persecution کو قانونی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ ہماری دانست میں یہ قانون Religious Cleansing کیلئے استعمال ہو رہا ہے"۔

۲۔ "جب اقلیتیں دائرہ اسلام سے باہر ہیں تو پھر ان پر اسلامی شرعی قوانین کا نفاذ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ لہٰذا غیر مسلموں کو ۲۹۵ سی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ پاکستان میں جیسے غیر مسلم اقلیتوں کو زکوٰۃ اور پابندی شراب نوشی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اسی طرح انہیں توہین رسالتؐ کے قانون سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے"۔

۳۔ "۲۹۵ سی کے تحت بے گناہ غیر مسلموں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنانے کا رجحان عام ہے۔ ابھی تک توہین رسالتؐ کے جتنے بھی مقدمات سامنے آئے ہیں، ان کے محرکات کچھ اور تھے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی مسیحی کسی بھی نبی اور خصوصاً نبی پاک ﷺ کی توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا"۔

۴۔ "۲۹۵ سی میں عمر قید کی سزا حذف کر کے سزائے موت کو لازمی Mandatory کر دیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی جج صرف قید کی سزا نہ دے۔ اس طرح جج سے عدل وانصاف کا حق چھین لیا گیا۔ ۲۹۵ سی میں یہ سقم موجود ہے جسے دور کرنے کی ضرورت ہے"۔

۵۔ "۲۹۵ سی کا قانون امتیازی ہے لہٰذا اِسے منسوخ کیا جائے"۔

۶۔ قانون توہین رسالتؐ انسانی حقوق کے منافی ہے۔ (انسانی حقوق کی تنظیمیں)

قانون پر اعتراضات کا جائزہ

کیا ۲۹۵۔سی غیر مسلموں کیخلاف قتل کا لائسنس ہے؟

۱۔ کوئی بھی شخص جو پاکستان میں مسلمانوں اور مسیحی اقلیت کے درمیان تعلقات کا حقیقت پسندانہ اور انصاف پر مبنی جائزہ لے، تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ڈاکٹر الیگزینڈر ملک، بشپ آف لاہور اور دیگر مسیحی راہنماؤں کا ردعمل انتہا پسندانہ، غیر معروضی، سطحی جذباتیت اور مذہبی جنونیت کا انداز لئے ہوئے ہے۔ یہ محض ان کی توہین رسالتؐ کے قانون کے متعلق غیر ضروری حساسیت ہی ہے کہ جس کی بنا پر وہ پاکستان میں عیسائیوں کے حالات کو بے حد مبالغہ آمیز طریقے سے پیش کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے بشپ آف لاہور نے آتشیں جذبات میں ذوبی ہوئی اصطلاح Religious Cleansing کا محض نام سنا ہے، اس کا تجربہ انہیں نہیں ہے۔ یہ اصطلاح بوسنیا میں بے گناہ مسلمانوں کی نسل کشی کے حوالے سے ذرائع ابلاغ میں استعمال کی جاتی رہی ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں پر مبینہ تشدد کا واویلا کر کے اس طرح کی اشتعال انگیز تراکیب اور جملوں کا استعمال ایک خطرناک سوچ کا آئینہ دار ہے۔ مسیحی راہنماؤں کا یہی وہ غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہے کہ جس نے پرامن مسیحی اقلیت کو جارحانہ، مسلح ردعمل کی صورت میں قومی املاک کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کی مساجد تک پر حملہ کرنے پر اکسایا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل جو انسانی حقوق کے نام پر پاکستان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی، اس کی ۹۷ء کی رپورٹ کے مطابق "آج تک تین عیسائیوں، ایک مسلمان اور دو شیعہ افغانیوں کو زیر دفعہ ۲۹۵ سی سزائے موت سنائی گئی۔ مگر اپیل کے دوران انہیں رہائی نصیب ہو گئی" (ہفت روزہ آواز انٹرنیشنل، ۴ جولائی ۹۷ء)...... ۸ مئی کو وائس آف امریکہ نے اپنی نشریات میں اعتراف کیا کہ "توہین رسالتؐ پر آج تک کسی کو موت کی سزا نہیں دی گئی" (روزنامہ "جنگ" ۹ مئی ۹۸ء)۔ بشپ الیگزینڈر ملک بھی اپنی مذکورہ پریس کانفرنس میں عیسائیوں کے خلاف توہین رسالتؐ کے پانچ چھ مقدمات کے اندراج کے علاوہ کوئی ایک مقدمہ بھی پیش نہ کر سکے جس میں کسی اقلیتی رکن کو پھانسی کی سزا عملاً دی گئی ہو۔ جب حقائق یہ ہیں تو پھر قانون توہین رسالتؐ کے خلاف احتجاجی تحریک بلا جواز اور مسلم اکثریت کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ محسن انسانیتؐ کی ناموس کے تحفظ کے لئے بنائے گئے قانون کو "قتل کا لائسنس" قرار دینا بذات خود توہین آمیز جسارت اور حقائق سے مجرمانہ روگردانی کی ذیل میں آتا ہے۔

۲۔ قانون توہین رسالت سب پر لاگو ہے

اقلیتوں کو قانون توہین رسالتؐ سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ جہاں اسلامی تاریخ اور اسلام کے فلسفہ جرم وسزا اور قانون توہین رسالتؐ کے وجوب اور دلائل شرعیہ کے متعلق مطلق لاعلمی پر مبنی ہے، وہاں یہ بے جا مطالبہ بعض شکوک و شبہات کو بھی جنم دیتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو غیر مشروط لائسنس دے دیا جائے کہ وہ حضور اکرمؐ کے خلاف سب وشتم اور زبان درازیاں کرتے پھریں، ناموس رسالت کی دھجیاں بکھیرتے رہیں لیکن ان سے جواب طلبی محض اس بنا پر نہ کی جا سکے کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ توہین رسالتؐ کا ارتکاب محض وہ شخص کر سکتا ہے جو دائرہ اسلام سے خارج ہو۔ ایک شخص اگر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا، لیکن بعد میں رسالتمابؐ کی جناب میں گستاخی کا مرتکب ہوا۔ تو اس گستاخانہ حرکت کے ارتکاب سے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ اسلام میں ارتداد کی سزا موت ہے۔ ایک شخص مرتد ہونے کے ساتھ ساتھ گستاخ رسول بھی ہو تو اس کے جرم کی شدت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ حالیہ برسوں میں شاتم رسولؐ سلمان رشدی کے خلاف ایرانی رہنما خمینی کی طرف سے قتل کا فتویٰ اس صورتحال کے ضمن میں اہم مثال کا درجہ رکھتا ہے۔ بشپ آف لاہور نے مذکورہ پریس کانفرنس میں من جملہ دیگر باتوں کے بے حد جذباتی انداز میں یہ سوال کیا :

> "جس ملک کی ۹۷٪ آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہو وہاں توہین رسالتؐ کے قانون کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ؟ انہوں نے کہا کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ یہ ۳٪ غیر مسلم اقلیتوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور اگر یہ ایسا ہی ہے تو اکثریت کا یہ کہنا کہ توہین رسالت کا قانون سب پر بلا امتیاز مذہب وملت پر لاگو ہے، عملاً جھوٹ اور لغو ہے۔ حقائق اسکے بالکل بر عکس ہیں"۔

بشپ آف لاہور اگر اپنے خود ساختہ مزعومہ حقائق اور مذہبی تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو ان کے لئے بھی یہ جاننا مشکل نہیں ہوگا کہ قانون توہین رسالتؐ محض اقلیتوں کے لئے "ہی" نہیں بلکہ ان نام نہاد مسلمانوں کیلئے "بھی" ہے جو گستاخان رسول کی فہرست میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بشپ صاحب کو مدعی نبوت یوسف کذاب کا کیس اچھی طرح معلوم ہے۔ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب "ناموس رسالت" اور "قانون توہین رسالتؐ" کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ۸۳ء میں ایک اشتراکی مصنف مشتاق راج کی کتاب "آفاقی اشتراکیت" کا حوالہ دیا ہے جس میں اُسنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر، مذہب اسلام کا مذاق اڑانے کے ساتھ ساتھ حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخی کی جسارت کی تھی۔ اس کے بعد جولائی ۸۴ء میں عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے رسالتمآب کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے جو سامعین اور امت مسلمہ کی دل آزاری کا باعث تھے۔ پاکستان کے علماء اور وکلاء کی طرف سے اس کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوری طور پر شاتم رسولؐ کے بارے میں سزائے موت کا قانون منظور کرے۔

مندرجہ بالا سطور میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں ایک سنی اور دو افغان شیعہ "مسلمانوں" کا حوالہ دیا گیا ہے جن پر ۲۹۵ سی کے تحت مقدمات درج کیے گئے۔ راقم الحروف کے خیال میں نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں کے مغربی ایجنٹ جو قانون توہین رسالت کو فتنہ (نعوذ باللہ) قرار دینے میں کوئی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عار محسوس نہیں کرتے، ان پر بھی اس قانون کے تحت مقدمات کا اندراج ہونا چاہیے۔ بشپ صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ "کوئی مسلمان کسی بھی نبی اور پھر خصوصاً نبی پاک کی توہین تو درکنار سوچ بھی نہیں سکتا" بشپ الیگزینڈر ہر اس فرد کو "مسلمان" سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو اتفاق سے کسی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ حالانکہ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے افراد میں ہزاروں ایسے ملیں گے جو اسلام کو دین کامل نہیں سمجھتے۔ وہ اپنی فکر کے اعتبار سے ملحد، اشتراکی، بے دین اور سیکولر ہیں، لاہور بار ایسوسی ایشن کے صدر آذر لطیف کا تعلق بھی انہی نام نہاد "مسلمانوں" کے طبقہ سے ہے کہ جس نے بعض انتہا پسند مسیحی راہنماؤں اور آئی اے رحمان اور عاصمہ جہانگیر (قادیانی) کے ساتھ ہم آواز ہو کر مورخہ ۸ مئی کو ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا "قانون توہین رسالت ظلم پر مبنی ہے" (روزنامہ دن : ۹ مئی ۹۸ء)۔ مسلم لیگ لائرز فورم نے بجا طور پر مطالبہ کیا ہے کہ "آذر لطیف کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کر کے سزا دی جائے" (روزنامہ "دن" ۲۰ مئی ۹۸ء) قانون توہین رسالت تمام انبیاء کرام کی "توہین" کو جرم قرار دیتا ہے۔ اس بات کا اعتراف بعض امن پسند مسیحی راہنماؤں نے بھی کیا ہے۔ چیف بشپ کیتھ نے بشپ جان جوزف کی موت کو قتل قرار دینے والے انٹرویو میں کہا :

> "وہ لوگ جو اس قانون کو غلط قرار دے رہے ہیں، ان لوگوں نے خود اسی قانون کے تحت اپنے عیسائی بھائیوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا ہے۔ تسلیم دانیال جسے برائے نام آرچ بشپ کہا جاتا ہے، اس نے لاہور چھاؤنی کے چرچ آف پاکستان پر کچھ افراد کے ذریعے قبضہ کر لیا۔ انسانی حقوق کا شور مچانے والوں نے اس پر دہشت گردی کی عدالت کے ذریعے بائبل کی بے حرمتی، فادر کو تھپڑ مارنے اور انبیاء کرام کو برا بھلا کہنے پر اسے گرفتار کروا دیا اور اس کی ضمانت بھی نہ ہونے دی۔ بشپ آرمانڈو نے جمی ڈینی نامی شخص کو اس قانون کے تحت حوالات میں بھجوا دیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ خود تو اس قانون کے ذریعے عیسائیوں کو اندر کروا رہے ہیں اور خود ہی اس قانون کے خلاف شور مچا رہے ہیں" (روزنامہ آزاد : ۱۱ مئی ۹۸ء)

گذشتہ برس شانتی نگر کے افسوس ناک واقعے کے دوران بہت سے مسلمانوں پر عیسائیوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی اور بائبل کے صفحات کے تقدس کو پامال کرنے کے الزام میں مقدمات درج کئے گئے اور یہ مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔ اس طرح کے متعدد واقعات کو بشپ آف لاہور کے من گھڑت دعوے کی تردید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غیر مسلموں پر قانونِ توہین رسالت کے نفاذ کی شرعی حیثیت

بشپ الیگزینڈر ملک نے اقلیتوں کو قانون توہین رسالتؐ سے مستثنیٰ قرار دینے کیلئے زکوٰۃ اور شراب کے قوانین کا حوالہ دیا ہے۔ اگر اسلامی تاریخ کے روشن باب پر وہ نگاہ ڈالتے تو اس طرح کا غیر منطقی استنباط ہرگز نہ کرتے۔ یہ درست ہے کہ غیر مسلموں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا لیکن اسلامی ریاست میں انہیں ذمی کا درجہ حاصل تھا اور ذمیوں سے خاص نوعیت کا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ پاکستان آئینی اعتبار سے ایک اسلامی ریاست ہے لیکن یہاں کوئی بھی اقلیتی رکن ذمّی کی حیثیت قبول نہیں کرے گا، بلکہ اسے توہین آمیز اور امتیازی سلوک کا نام دیا جائیگا۔ اس ضمن میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے قرون اولیٰ اور ازمنہ وسطیٰ میں جب اقلیتوں کو زکوٰۃ اور شراب کی پابندی کے اسلامی قوانین سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ اس زمانے میں بھی عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر غیر مسلموں پر خود رسالتمابؐ، خلفائے راشدینؓ، بنو امیہ، بنو عباس اور سپین میں مسلمانوں کے اقتدار کے زمانے میں توہین رسالت کا قانون نافذ رہا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں قرآن و سنت، آثار صحابہ کرامؓ اور مسلمانوں کے مذاہب اربعہ کے اقوال جمع کرنے کے بعد یہ رائے دی ہے کہ "رسول اکرمؐ کی نصرت و اعانت اور اکرام و احترام واجب اور آپؐ کے دشنام طراز کو قتل کرنا واجب ہے"۔ ابو الفضل قاضی عیاضؒ اندلس میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے اپنی معروف تصنیف "کتاب الشفاء" میں توہین رسالتؐ کے موضوع پر کئی ابواب قلمبند کئے ہیں۔ اس کتاب میں ایک مقام پر وہ فرماتے ہیں "تمام علمائے امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ شاتم رسولؐ یا وہ شخص جو آپؐ میں نقص نکالے، کافر اور مستوجب وعید و عذاب ہے اور پوری امت کے نزدیک واجب القتل ہے"۔ امام مالک نے فرمایا کہ "جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی اور نبیؑ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر" جناب محمد اسمٰعیل قریشی صاحب کی کتاب "ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالتؐ" اس موضوع پر اب تک اردو زبان میں جامع ترین حوالہ کی کتاب ہے جس میں انہوں نے قدیم و جدید علماء کے اقوال و نظائر کو جمع کرنے کے ساتھ امام ابن تیمیہؒ اور قاضی عیاضؒ کی کتب کے متعلقہ حصوں کے تراجم بھی نقل کر دیئے ہیں۔ اپنی اس قابل قدر تالیف میں فاضل مصنف نے کعب بن اشرف یہودی سردارِ مدینہ، ایک عیسائی راہب اور متعدد دیگر غیر مسلم گستاخانِ رسولؐ کے واقعات نقل کیے ہیں جنہیں توہین رسالتؐ کے جرم کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔ مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں پاکستان کے مسیحی راہنماؤں کا مندرجہ بالا!! مطالبہ منظور کرنا شریعتِ اسلامیہ کی سنگین خلاف ورزی میں شمار ہوگا جس کی مسلم اکثریت کبھی بھی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اجازت نہیں دے گی۔

۳۔ مسیحیوں سے توہین رسالت کا صدور...... تاریخی شواہد

بادی النظر میں بشپ الیگزینڈر ملک، انسانی حقوق کی تنظیموں اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی آراء سے اتفاق کرنا مشکل ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ۲۹۵ سی کے تحت توہین رسالتؐ کے جتنے بھی مقدمات سامنے آئے ہیں ان کے محرکات کچھ اور تھے اور تاریخی شہادتوں اور حال میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی روشنی میں بشپ آف لاہور کی طرف سے یہ یقین دہانی "کہ کوئی مسیحی نبی پاکؐ کی توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا" ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری کی اکثریت مسلمانوں کے پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کی ادائیگی سے احتراز کرتی ہے۔ لیکن تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ہر دور میں عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ایک مخصوص تعداد توہین رسالت کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان کرتی رہی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اس عیسائی راہب کے بارے میں جو رسول اکرمؐ کو گالیاں دیا کرتا تھا، قول نقل کیا ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں "اگر میں اس کی بات سن لیتا تو اسے قتل کر دیتا"۔ گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی کے دوران مسلمانوں اور مسیحی یورپ کے درمیان صلیبی جنگوں نے کلیسا کے کارپردازوں کے دلوں میں اسلام اور شارع اسلام ﷺ کے خلاف نفرت کے جذبات کو مزید بھڑکا دیا تھا۔ اس دور کے دوران عیسائی پادریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف تحریر کی جانے والی کتابوں میں سرور کائنات، محسن انسانیتؐ کے خلاف بے حد اہانت آمیز اور گھٹیا الزام تراشی پر مبنی تحریریں ملتی ہیں۔ شاتم رسولؐ سلمان رشدی ملعون نے اپنی "شیطانی ہفوات" میں رسالتمآبؐ کیلئے جو نام استعمال کیا ہے (جس کو دہرانے کی راقم میں ہمت نہیں) وہ پہلی دفعہ مسیحی مصنفین نے استعمال کیا تھا۔ مسلم سپین کی تاریخ میں ایک جنونی پادری نے مسیحی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ایک گروہ تشکیل دیا تھا جنہیں تربیت دی جاتی تھی کہ وہ نماز جمعہ کے فوراً بعد قرطبہ کی جامع مسجد کے بیرونی دروازے پر کھڑے ہو کر جناب رسالتمآبؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات (معاذ اللہ) کہیں۔ ایسے مسیحی گستاخانِ رسولؐ کو جنت کی بشارت دی جاتی تھی۔ مسلمان، شاتمان رسول کو پکڑ کر قرطبہ کے قاضی کے حوالے کر دیتے۔ قاضی کے سامنے جرم کا اعتراف کرنے والوں کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب اس بڈھے جنونی پادری کو سزائے موت ہوئی۔ مشہور یورپی مورخین سٹینلے لین پول، ڈوزی، واشنگٹن ارونگ اور پی کے ہٹی نے اس گروہ کو جنونی قرار دیتے ہوئے ان کی مذمت کی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پروفیسر فلپ کے ہٹی (Philip K. Hitti) دورِ حاضر میں عربی زبان اور تاریخ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ پرنسٹن یونیورسٹی میں اسلامی ادب کے پروفیسر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں "اسلام اور مغرب" کے عنوان سے امریکہ میں ان کی ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب کا چوتھا باب "اسلام مغربی لٹریچر میں" کے نام سے ہے جس میں انہوں نے اسلام، اسلامی تاریخ اور اسلامی شخصیتوں کے بارے میں ۲۹ اقتباسات نقل کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "قرونِ اولیٰ و وسطیٰ کے مغربی لٹریچر میں پیغمبر اسلامؐ کو عام طور پر جعل ساز (Imposter) اور جھوٹے رسول (نعوذباللہ، عیاذا باللہ) کی حیثیت سے متعارف کرلیا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے نزدیک قرآن ایک بناوٹی کتاب (نعوذباللہ) اور اسلام ایک نفس پرستانہ طریق حیات تھا۔ محمدؐ کے بعد ڈیڑھ صدی تک ان کے پیروکار پہلے مدینہ، پھر دمشق اور اس کے بعد بغداد سے نکل کر بازنطینی سلطنت کو روندتے رہے۔ یہاں تک کہ بڑھتے ہوئے مسیحیت کے مشرقی دارالسلطنت کے دروازے تک پہنچ گئے۔ تقریباً آٹھ سو برس تک مسلمان سپین پر قابض رہے۔ سسلی دو صدیوں تک ان کے قبضہ میں رہا اور اٹلی کے خلاف ایک فوجی اڈے کا کام کرتا رہا۔ بارہویں اور تیرھویں صدی کے دوران مغربی اقوام مسلمانوں کی زمین پر صلیبی جنگ لڑتی رہیں۔ ان صلیبی لڑائیوں کی یاد آئندہ نسلوں میں باقی رہی" وہ آگے جاکر لکھتے ہیں :

> "زرتشت، بدھ ازم اور کم ترقی یافتہ مذاہب کی کبھی اس طرح سے نفرت اور تحقیر نہیں کی گئی جیسا کہ اسلام کے ساتھ پیش آیا۔ بنیادی طور پر خوف، دشمنی اور تعصب تھا جس نے اسلام کے بارے میں مغرب کے نقطہ نظر کو متاثر کیا"۔

فلپ کے ہٹی نے شام کے مشہور عیسائی عالم سینٹ آف دمشق (749ء) کا ذکر کیا ہے جو بازنطینی روایات کا بانی تھا، اس نے اپنی کتاب میں اسلام کا تعارف ایک بت پرستانہ مذہب کی حیثیت سے کیا ہے جس میں ایک خود ساختہ (نعوذباللہ) رسول کی پرستش ہوتی ہے۔ اٹلی کے مشہور شاعر دانتے (۱۳۲۱ء) نے "ڈیوائن کامیڈی" میں حضرت محمدؐ اور حضرت علیؓ کا ذکر بے حد اہانت آمیز طریقے سے کیا ہے۔ بازنطینیوں میں پہلا شخص جس نے حضرت محمدؐ کا باقاعدہ ذکر کیا اور اسلام پر گفتگو کی وہ مورخ تھیوفین (Theo-phane) تھا جس کا انتقال 818ء میں ہوا۔ وہ بغیر کسی حوالے کے حضرت محمدؐ کو مشرقی باشندوں کا حکمران اور خود ساختہ (نعوذباللہ) رسول لکھتا ہے۔ قرطبہ کا ایک بشپ یولوگیس (Eu-logius) جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا، وہ حضور اکرمؐ کے بارے میں اپنے بغض کا اظہار بے حد توہین آمیز طریقے سے کرتا تھا۔ عیسائی عالموں نے ایک مضحکہ خیز کہانی ایجاد کی کہ اسلام کے بانیؐ نے ایک سفید کبوتر کو تربیت دے رکھی تھی تاکہ وہ ان کے کندھے پر بیٹھا رہے اور کان کے اندر پڑے ہوئے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

دانے کو چگنے کیلئے کان میں چونچ مارتا رہے۔ اس سے وہ عیسائیوں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ کبوتر کے ذریعہ سے روح القدس ان کو الہام کر رہا ہے۔ یہ بے ہودہ افسانہ اس قدر مشہور ہوا کہ وہ انگریزی ادب میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ شیکسپیئر نے اپنے ایک کردار کے ذریعے اس کہانی کو دہرایا ہے۔ ایلزبتھ دور کا ایک لورنا مور مصنف فرانسس بیکن اپنے مضامین میں پیغمبر اسلامؐ کو سخت تضحیک اور استہزاء کا نشانہ بناتا تھا۔ ۱۶۷۹ء میں ایک انگلش پادری لانس لاٹ ایڈیسن نے ایک کتاب لکھی جس کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ اسلام ایک مکارانہ مذہب کا معیاری نمونہ ہے۔ فرانس کا مشہور ادیب والٹیر اپنی تمام تر روشن خیالی کے باوجود ۱۷۴۲ء میں شائع ہونے والی "ٹریجڈی" میں رسول عربیؐ کا ذکر بے حد قابل اعتراض پیرائے میں کرتا ہے۔ انیسویں صدی کے معروف مستشرق ولیم میور نے حضور اکرمؐ کی حیات پر "لائف آف محمدؐ" کے نام سے لکھی جانے والی کتاب میں آپؐ کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخیاں کی ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں برصغیر پاک و ہند میں آنے والے عیسائی مشنری اسلام اور بانی اسلامؐ کے خلاف نازیبا حملے کیا کرتے تھے۔ (ماخوذ از پی کے ہٹی)

مندرجہ بالا تاریخی شہادتوں اور بعض ذاتی مشاہدوں کی بنیاد پر بشپ آف لاہور کی اس ضمانت اور یقین دہانی کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی کہ "کوئی مسیحی نبی پاکؐ کی توہین کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا"۔

سلامت مسیح اور رحمت مسیح کو اگرچہ ہائی کورٹ نے ناکافی شہادتوں کی بناء پر توہین رسالتؐ کیس سے بری قرار دیا تھا لیکن اس واقعے کے بعض گواہوں کو اب بھی یقین ہے کہ سلامت مسیح نے توہین رسالتؐ پر مبنی تحریر مسجد میں پھینکی تھی۔ سلامت مسیح کے چچا نے کراچی سے مقامی مولوی صاحب کو جو خط لکھا تھا، اس میں اس نے اعتراف کیا تھا کہ سلامت مسیح سے غلطی ہوئی ہے جس کی میں معافی چاہتا ہوں۔ ایوب مسیح کا کیس جس میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے ۲۷ اپریل کو سزائے موت سنائی ہے، مسیحی قیادت کی تکرار کے باوجود کہ اس مقدمے کا اصل محرک زمین کا جھگڑا ہے، مقامی لوگ ان کے اس دعویٰ کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں مختصراً یہ کہ مسیحی اقلیت کے بعض افراد کی طرف سے توہین رسالتؐ کے ارتکاب کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ کیا اس قانون میں عدلیہ سے آزادئ فیصلہ اور انصاف کا حق چھینا گیا ہے؟

جہاں تک تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی سے عمر قید کی سزا حذف کر کے سزائے موت کو لازمی (Mandatory) قرار دینے کا تعلق ہے، یہ تبدیلی ججوں سے عدل و انصاف کا حق چھیننے کی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غرض سے نہیں لائی گئی۔ ایسی بیان بازی فرسودہ پراپیگنڈہ سے زیادہ نہیں ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ تبدیلی ایک بدیہی آئینی تقاضے کی تکمیل ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۷ کی رو سے پاکستان میں مروجہ تمام قوانین و قواعد و ضوابط کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ کرنا لازمی ہے۔ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ توہین رسالتؐ جیسے سنگین جرم کی سزا صرف موت ہے۔ اسلامی ریاست کا یہ فریضہ ہے کہ وہ کسی بھی جرم کی سزا کے تعین کیلئے معیار صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کو بنائے۔ اسلام اقلیتوں کے جان و مال کو تحفظ دیتا ہے اور بہت سے ان کے سیاسی و سماجی حقوق کو تسلیم کرتا ہے لیکن جہاں تک جرم و سزا کے نفاذ کا تعلق ہے اس میں اقلیتوں کے اعتراضات و خدشات کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و احکامات کو ہی پیش نظر رکھتا ہے۔

گستاخانِ رسول کی روز افزوں جسارتوں کے پیش نظر مجاہدِ ناموسِ رسالتؐ جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ کی شبانہ روز جدوجہد اور تحریک پر ۸۶ء میں آپا نثار فاطمہ مرحومہ نے قومی اسمبلی میں تعزیراتِ پاکستان میں ایک مزید دفعہ ۲۹۵ سی کا بل، جس کی رو سے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی، پیش کیا۔ اس وقت کے وزیر قانون اقبال احمد خان صاحب نے شروع میں اس بل کی حمایت سے معذرت کا اظہار کیا لیکن بعد میں حکومتِ وقت مسلمانوں کے اس متفقہ مطالبے کے پیش نظر اس کی مخالفت کی جرات تو نہ کر سکی البتہ وزارت قانون کی طرف سے اس بل میں یہ ترمیم کر دی گئی کہ شاتم رسولؐ کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہوگی۔ اس طرح دفعہ ۲۹۵ سی کا تعزیراتِ پاکستان میں اضافہ کر دیا گیا۔ جناب اسمٰعیل قریشی صاحب نے اس بل کے پاس ہونے کے مراحل اور پس منظر کو اپنی کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ آپا نثار فاطمہ کے قومی اسمبلی میں توہین رسالت کا بل پیش کرنے سے دو سال قبل یعنی ۸۴ء میں محمد اسمٰعیل قریشی صاحب فیڈرل شریعت کورٹ میں پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۰۳ ڈی کے تحت پٹیشن نمبر ۱ / ایل ۸۴ء دائر کر چکے تھے۔ اس شریعت پٹیشن میں دفعہ ۲۹۵ اے تعزیراتِ پاکستان کو چیلنج کیا گیا تھا جس میں توہینِ مذہب کی سزا دو سال مقرر تھی اور گستاخِ رسولؐ کی سزا بھی یہی تھی۔ اس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ توہینِ رسالتؐ کی سزا، سزائے موت بطور حد مقرر کی جائے۔ اس شریعت پٹیشن میں ان کے ساتھ تمام مکاتبِ فکر کے علماء، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان، سابق وزرائے قانون، سابق اٹارنی جنرل، سابق ایڈووکیٹ جنرل، لاہور ہائی کورٹ بار اور دیگر بار کونسلوں کے صدر صاحبان سمیت ایک سو پندرہ شہری شامل تھے۔ فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا تھا۔ درخواست

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گزار جناب اسمٰعیل قریشی اور ان کے دیگر رفقاء ۲۹۵ سی کے تعزیراتِ پاکستان میں بذریعہ آرڈیننس ۸۸ء شامل کر لئے جانے کے باوجود مطمئن نہیں تھے کیونکہ اس میں سزائے موت کے ساتھ عمر قید کو بھی رکھا گیا۔ جناب قریشی صاحب کے اپنے الفاظ میں:

"لیکن چونکہ اس دفعہ سے راقم الحروف (اسمٰعیل قریشی)، مرحومہ آپا نثار فاطمہ، علمائے کرام، وکلاء اور مسلمان عوام مطمئن نہیں تھے، اس لئے دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ میں ۲۹۵ سی کو راقم الحروف نے "مسلم ماہرین قانون کی تنظیم" کی جانب سے اس بنا پر چیلنج کر دیا کہ توہینِ رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہے اور حد کی سزا میں حکومت ہی نہیں، بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو بھی سوئی کی نوک کے برابر کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی سماعت یکم اپریل ۸۷ء کو شروع ہوئی ...... بالآخر وہ ساعتِ سعید بھی آگئی، جب فیڈرل شریعت کورٹ نے متفقہ طور پر، اس گدائے شہِ عرب و عجم کی پٹیشن منظور کرتے ہوئے توہینِ رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی متبادل سزا "عمر قید" کو غیر اسلامی اور قرآن وسنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمر قید کی سزا کو دفعہ ۲۹۵ سی سے حذف کیا جائے، جس کے لئے حکومت کو ۳۰ اپریل ۹۱ء تک کی مہلت دی گئی۔ اس کے خلاف حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جو بعد میں واپس لے لی گئی جس کے بعد توہینِ رسالتؐ کی سزا پاکستان میں بطور "سزائے حد" نافذ ہو گئی۔ (ناموس رسولؐ اور قانون توہینِ رسالتؐ، صفحہ ۳۶ تا ۴۷)

بعض مسیحی راہنماؤں کا یہ خدشہ بے بنیاد ہے کہ ۲۹۵ سی میں سزائے موت کو لازمی قرار دینے کا مقصد پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو عدل وانصاف سے محروم کرنا ہے۔ ان کا یہ پراپیگنڈہ بھی حقیقت کے برعکس ہے کہ یہ ترمیم بہت عجلت میں کی گئی۔ حالانکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ میں دوسری پٹیشن جس کے ذریعے عمر قید کی سزا کو حذف کرنے کی درخواست شامل تھی، ۸۷ء میں دائر کی گئی۔ اور اس کا فیصلہ ۳۰ اکتوبر ۹۰ء کو سامنے آیا۔ وفاقی شرعی عدالت کے فاضل جج صاحبان جنہوں نے اس شریعت پٹیشن کی سماعت کی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ جناب جسٹس گل محمد خان، چیف جسٹس
۲۔ جناب جسٹس عبدالکریم خان کندی
۳۔ جناب جسٹس عبادت یار خان

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۴۔ جناب جسٹس عبدالرزاق اے فہیم

۵۔ جناب جسٹس فدا محمد خان

جیسا کہ اس فیصلہ میں مذکور ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے اس مقدمہ کی سماعت کے لئے عوام الناس کے نام نوٹس جاری کئے اور فقہاء حضرات سے بھی معاونت طلب کی۔ فاضل جج صاحبان نے تاریخی فیصلہ میں بالخصوص سات علمائے کرام، مولانا سبحان محمود، مولانا مفتی غلام سرور قادری، مولانا حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا محمد عبدہٗ الفلاح، مولانا سید عبدالشکور، مولانا فضل ہادی اور مولانا سعید الدین شیر کوٹی کے دلائل اور خیالات و آراء کو اپنے فیصلے میں بیان کیا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کا چالیس صفحات کی ضخامت پر مبنی فیصلہ توہینِ رسالت کے موضوع پر متعلقہ قرآنی آیات، نبی اکرمؐ کے اپنے فیصلہ جات، احادیثِ مبارکہ، تعاملِ خلفائے راشدین، مسالکِ اربعہ کے قابل قدر ائمہ کرام اور اسلامی تاریخ کے جوامع العلوم علماء و فقہاء اور مسلم قضاۃ کے فیصلہ جات کا بیش بہا خزانہ اور فی الواقع ایک جامع دستاویز ہے۔ فاضل عدالت نے شاتم رسولؐ کی سزا کے ساتھ، شاتم رسولؐ کے ارتداد اور توبہ کے مسئلہ، اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعین اور اس کی واضح تعریف، توہینِ رسالت کے جرم میں نیت کے دخل، سزا دینے سے قبل مجرمانہ نیت اور مقصدِ جرم کی چھان پھٹک، حاکم یا جج کو شاتم کا رویہ اور موقع محل دیکھنے جیسے معاملات پر بے حد مؤثر اور عالمانہ بحث کرنے کے بعد نتائج اخذ کئے ہیں۔ ان تمام معاملات کے متعلق ائمہ کرام کی فقہی اور علمی آراء کا بے حد بلیغ پیرائے میں تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ جناب اسمٰعیل قریشی صاحب کی مذکورہ کتاب میں اس فیصلے کا مکمل متن اردو ترجمے کے ساتھ موجود ہے۔ وفاقی شرعی عدالت اس مقدمے کی مفصل سماعت اور پیش کردہ مواد کے تجزیے کے بعد بالآخر اس نتیجے پر پہنچی۔ عدالت کے اپنے الفاظ میں:

> "مندرجہ بالا بحث کے پیش نظر ہماری رائے یہ ہے کہ عمر قید کی متبادل سزا، جیسا کہ دفعہ ۲۹۵ سی پاکستان ضابطہ تعزیرات میں مقرر ہے، احکاماتِ اسلام سے متصادم ہے جو قرآن اور سنت میں دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا یہ الفاظ اس میں سے حذف کر دیئے جائیں۔ ایک شق کا مزید اضافہ اس میں کیا جائے، تاکہ وہی اعمال اور چیزیں جب دوسرے پیغمبروں کے متعلق کہی جائیں، وہ بھی اسی جرم کے مستوجب سزا بن جائے جو اوپر تجویز کی گئی ہے۔ اس حکم کی ایک نقل صدر پاکستان کو دستور کی آرٹیکل ۲۰۳ (۳) کے تحت ارسال کی جائے، تاکہ قانون میں ترمیم کے اقدامات کئے جائیں اور اسے احکاماتِ اسلام کے مطابق بنایا جائے۔ اگر ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک ایسا نہیں کیا جائے گا تو "عمر قید" کے الفاظ دفعہ ۲۹۵ سی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تعزیراتِ پاکستان میں اس تاریخ سے غیر مؤثر ہو جائیں گے۔

(حوالہ : PLD F.S.C. 1991 Vol XLIII p.10)

ہم اقلیتی فرقوں کے اہل دانش حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ بعض جذباتی شر پسندوں کی نعرے بازی کی بجائے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کا نہایت ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں اور ان دلائل و شواہد پر غور کریں جن کی بنیاد پر توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا صرف موت ہی قرار دی گئی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اسلامی شریعت کی غیر متبدل حیثیت پر بھی غور کریں جس کی رو سے کسی مسلمان کو اسلامی احکامات میں معمولی سے ردوبدل کا بھی اختیار نہیں ہے۔ کلیسا اور چرچ نے دور قدیم و جدید میں بعض وجوہات کی بناء پر عیسائی مذہب کی اساسی تعلیمات میں ردوبدل کیا۔ دور جدید میں کلیسا نے سیکولر مغربی ممالک میں اپنی ہر دلعزیزی کو بڑھانے کے لئے بہت سی رعایتیں دی ہیں۔ ان میں سے ایک واضح مثال کلیسا کی طرف سے ہم جنس پرستی کے جواز کے حق میں فیصلہ دینا ہے۔ خدا کے فضل سے اسلام اس طرح کی تحریفوں سے آج تک محفوظ ہے۔ جب کبھی حاکم یا نام نہاد عالم نے اسلامی تعلیمات کو اپنی خواہشاتِ نفسی کے تابع کرنا چاہا، ملتِ اسلامیہ اس کے راستے میں چٹان کی طرح کھڑی ہو گئی۔

۶۔ قانونِ توہین رسالت ﷺ انسانی حقوق کے منافی ہے ؟؟

انسانی حقوق کے ڈھنڈورچیوں کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کرنے کیلئے عام طور پر یہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں :

۱۔ قانون توہین رسالتؐ انسانی حقوق کے منافی ہے۔

۲۔ اس قانون کے تحت بے گناہ غیر مسلموں کے خلاف بے بنیاد مقدمات قائم کر کے ان کے ساتھ ناانصافی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

۳۔ انتہاء پسند، بنیاد پرست مسلمان اس قانون کا غلط استعمال کر سکتے ہیں۔

حقائق و واقعات کا معروضی جائزہ لیا جائے تو مندرجہ بالا دلائل بے حد نامعقول اور بے بنیاد نظر آتے ہیں :

دراصل انسانی حقوق کی آڑ میں امت مسلمہ کے خلاف مذموم سازشوں کا جال بُنا جا رہا ہے۔ قانون توہین رسالت کسی بھی اعتبار سے انسانی حقوق کے منافی نہیں، بلکہ یہ انسانی حقوق کی روح اور فلسفے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے عین مطابق ہے۔ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹر جو ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز ہی ان تمہیدی الفاظ سے ہوتا ہے :

"ہر گاہ کہ نوع انسانی کے جملہ افراد کی فطری تکریم اور ان کے مساوی اور ناقابلِ انتقال حقوق، دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہیں"۔

اور اس چارٹر کی پہلی شق کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے :

"تمام انسان آزاد اور تکریم و حقوق کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں۔ انہیں پیدائشی طور پر عقل اور ضمیر عطا کیا جاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک کرنا چاہئے"۔

اگر مندرجہ بالا جملوں کے پس پشت کار فرما مقاصد کی روح کو سامنے رکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ "نوع انسانی کے جملہ افراد کی تکریم" میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم کو اولین درجہ عطا کیا جانا چاہئے۔ انسانی تاریخ میں شرفِ تخلیق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی انسان فضیلت، بزرگی اور عزت و منزلت میں بڑھ کر نہ گزرا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ انصاف پسند اور غیر متعصب غیر مسلم مورخین نے بھی جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل ترین انسان قرار دیا ہے۔ ماضی قریب میں برطانوی مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تالیف The Hundred میں انسانی تاریخ کی سو اہم ترین ہستیوں کے احوال جمع کیے ہیں۔ جس میں اس نے ان سو شخصیات کو انسانیت پر ان کے احسانات کے حوالے سے ترتیب دے کر جگہ دی ہے۔ اس نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ ایک ہندو مسٹر آر سی داس نوع انسانی پر بانی اسلام کے احسانات کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے :

"شری رام چندر جی مہاراج، بھگوان کرشن، گورو نانک جی، حضرت موسیٰ علیہ السلام، یہ سب روحانی بادشاہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں، ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے جس کا مقدس نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا پر اس قدر احسان کیئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی"۔

(رسول اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر ۳۲۵)

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم بنی نوع انسانی کی تکریم ہے۔ اسی طرح

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ان کی توہین (معاذ اللہ) انسانیت کی توہین ہے۔ انسانیت کے عظیم ترین محسن کے حقوق کی ضمانت کے بغیر انسانی حقوق کا کوئی بھی چارٹر ایک مہمل دستاویز سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ انسانی حقوق کے حوالے سے "آزادئ ضمیر" "آزادئ عقیدہ" اور "آزادئ رائے" جیسی اصطلاحات کا بہت کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان خوش کن تراکیب کے ذریعے اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ناروا تنقید کے جواز مہیا کئے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے مذکورہ چارٹر کی دفعہ ۱۸ اور ۱۹ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

> "ہر شخص کو آزادئ خیال، آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنا مذہب اور عقیدہ تبدیل کرنے اور انفرادی واجتماعی طور پر علیحدگی میں یا سب کے سامنے، اپنا مذہب یا عقیدے کی تعلیم، اس پر عمل کرنے اور اس کے مطابق عبادت کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی آزادی کا حق شامل ہے"۔ (شق نمبر ۱۸)

> "ہر شخص کو آزادئ رائے اور آزادئ اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلامداخلت رائے رکھنے کی آزادی اور بلا لحاظ علاقائی حدود، کسی بھی ذریعے سے اطلاعات اور نظریات تلاش کرنے، حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے" (شق نمبر ۱۹)

مندرجہ بالا شقات بہت واضح ہیں، ان کا کوئی بھی جملہ قانون توہین رسالتؐ سے متصادم یا متعارض نہیں ہے۔ پاکستان میں مسیحی برادری کو اپنے ضمیر اور مذہب کے اظہار کی مکمل آزادی ہے۔ آزادی رائے میں جہاں معقول اور صائب طریقے سے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی مکمل آزادی ہے وہاں اس اصطلاح کے دائرہ کار میں کسی دوسرے انسان کی کردار کشی، گالی گلوچ، توہین، دل آزاری، سب وشتم ہرگز شامل نہیں ہے۔ جب "آزادی رائے" کے حق کو کسی دوسرے انسان کی تذلیل تک توسیع نہیں دی جاسکتی تو پھر اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے "توہین رسالتؐ" کے استحقاق کا دعویٰ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ انسانی حقوق کے انتھک منادوں کے لئے یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ وہ ثابت کریں کہ قانون توہین رسالتؐ انسانی حقوق کے منافی آخر کس طرح ہے۔

انسانی حقوق کا چارٹر ۱۹۴۸ء میں پیش کیا گیا۔ بعد میں جنیوا کنونشن وغیرہ بھی سامنے آئے۔ کسی بھی دستاویز میں توہین رسالت کے خلاف سزا کو انسانی حقوق کے منافی قرار نہیں دیا گیا۔ درحقیقت Blasphemy (توہین رسالتؐ) اور انسانی حقوق کا ربط اس وقت جوڑا گیا جب شاتم رسولؐ سلمان رشدی ملعون کی "شیطانی آیات" پر امام خمینی نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ سلمان رشدی نے اس سے پہلے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بھی دو ناول تحریر کیے تھے لیکن اس کو وہ پذیرائی نہ ملی تھی۔ لیکن اس کے شیطانی ناول میں ملعون رشدی کی ناپاک تھوتھنی سے خیر البشر کے منزہ وپاکیزہ گھرانے پر زہر افشانی کرائی گئی تھی۔ مغرب کی ایک مخصوص صیہونی وعیسائی لابی آج بھی پیغمبر اسلامؐ اور انکے کے مقدس گھرانے کیخلاف گستاخانہ جسارتوں پر مریضانہ حظ اٹھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مغرب اپنی تمام تر روشن خیالی اور سیکولرازم سے وابستگی کے باوجود مسلمان کے خلاف صلیبی دور کا بغض اور کینہ اب تک پال رہا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف توہین آمیز سازشوں کی نئی تحریک ننگ اسلام بے دین "مسلمانوں" کے ذریعے سے برپا کی جارہی ہے جس کے مہرے سلمان رشدی اور بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین جیسے لوگ ہیں۔ ان کی تمام تر شیطانی ہرزہ سرائیوں کو "انسانی حقوق" کا نام دے کر تحفظ دیا جارہا ہے۔ "انسانی حقوق" کے لبادے میں مسلمانوں سے "شیطانی حقوق" کو تسلیم کرانے کی مہم زوروں پر ہے۔ "انسانی حقوق کے چارٹر" کو انسانیت کا "متفق علیہ مذہب" بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مسلم دنیا کے خلاف نیا استعماری ہتھیار ہے جسے بے حد مکاری اور منافقت سے استعمال کیا جارہا ہے۔

جہاں تک قانون توہین رسالت پر دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ اس کی بنیاد پر غلط مقدمات قائم کیے جاسکتے ہیں تو یہ اعتراض اصولی طور پر غلط اور غیر منطقی ہے اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو "جرم وسزا" کی دنیا میں کسی بھی تعزیری ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بنا پر ختم نہیں کیا گیا کہ جس کے غلط استعمال کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ قتل، زنا اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی خبریں پاکستان اور دیگر ممالک کے حوالے سے آئے روز چھپتی رہتی ہیں۔

امریکہ اور اس کی اکثر ریاستوں میں قانون توہینِ مسیحؑ کو امریکی آئین کے بنیادی حقوق کے منافی قرار نہیں دیا گیا۔ امریکی سپریم کورٹ نے ایک معروف مقدمے سٹیٹ بنام موکس (State Vs. Mokas) میں آزادی مذہب اور آزادی پریس کے بنیادی حقوق سے بحث کرتے ہوئے متفقہ فیصلہ دیا۔ جس میں عدالت کے الفاظ ہیں:

> "اگرچہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان میں باہمی کوئی ربط اور تعلق نہیں لیکن اسلام، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی میں ان کا اثر ورسوخ ہے اور عیسائیت ریاست اور ملک کی اکثریت کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مذہب ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں تہذیب وتمدن کے آغاز ہی سے کسی ملک کے طرز حکومت کی تشکیل میں دین ومذہب کا نہایت اہم رول رہا ہے۔ اور اس ملک کے استحکام اور بقا کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام اور تکریم سے وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر سے علیحدہ نہ ہونے والا لازمی حصہ ہے۔ لہٰذا آزادیٔ مذہب اور آزادیٔ پریس کے آئینی تحفظات اور بنیادی حقوق توہین مسیح کے قانون اور اس کے بابت قانون سازی کی راہ میں مزاحم نہیں ہیں"

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، صفحہ ۲۹۹۔۳۰۰)

امریکی سپریم کورٹ نے امریکہ کی مسیحی اکثریت کے دینی شعائر کے احترام اور حقوق توہین مسیح کے قانون کو آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ صحافت جیسے جدید جمہوری ریاستوں میں تسلیم شدہ حقوق کے منافی قرار نہیں دیا۔ بے حد افسوس کا مقام ہے پاکستان میں جہاں مسلم آبادی ۹۷ فیصد ہے، وہاں انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار قانون توہینِ رسالتؐ کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہوئے اس کے خاتمہ کا مطالبہ کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کی آڑ میں مسلمانوں کے محبوب پیغمبر کی شان میں گستاخی (نعوذباللہ) کے فریب انگیز جواز پیدا کرتے ہیں۔ ان کی اس ساری مہم سازی کا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے عقیدتِ رسول ختم کر کے انہیں الحاد اور سیکولرازم کی طرف راغب کرنا ہے۔ مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کا ان کے نزدیک موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے دلوں سے حضور اکرمؐ کی عقیدت اور محبت کو کم کیا جائے۔ کیونکہ ان کا یہ جذبہ عقیدت مغرب کے الحاد کو قبول کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ انسانی حقوق کے نام پر صیہونی لابی کی اسلام اور شارعِ اسلام کے خلاف برپا کی جانے والی مذموم سازشوں کو بے نقاب کیا جائے۔

پاکستان میں صیہونی لابی کی تنخواہ دار ایجنٹ عاصمہ جہانگیر اور اس کے حاشیہ بردار انسانی حقوقیے قانونِ توہینِ رسالت کے متعلق اخباری بیانات کے ذریعے اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ یہ قانون فوجی آمر صدر ضیاء الحق نے بنایا ورنہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قانونِ توہینِ رسالت کو صدر ضیاء الحق سے منسوب کر کے یہ عاقبت نااندیش پاکستان کے عوام میں پائی جانے والی مارشل لاء کے خلاف نفرت کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اسلامی شریعت اور اسلامی تاریخ سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ قانون توہینِ رسالت اسلامی تاریخ کے ہر دور میں نافذ رہا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے "الشفاء" میں ہی ذکر کیا ہے کہ خلیفہ عباسی ہارون الرشید

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ "شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا سزا ہے؟ عراقی فقہاء تو کہتے ہیں، ایسے شخص کو کوڑوں کی سزا دی جائے"۔ اس پر حضرت امام مالکؒ جلال میں آگئے اور فرمایا "اگر رسول خداؐ کو دشنام کا ہدف بنایا جائے گا تو امت باقی نہیں رہے گی۔ جو شخص انبیاء کو دشنام دے اس کی سزا قتل ہے"۔ پروفیسر منور مرزا کے بقول "یہ فیصلہ یا فتویٰ تقریباً ہر اسلامی سلطنت میں نافذ رہا، چنانچہ یہ فیصلہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی نافذ کیا اور جلال الدین اکبر نے بھی"۔

جناب اسمٰعیل قریشی صاحب نے بالکل درست تحریر کیا ہے کہ

> "مسلمانوں کو خواہ وہ ایشیا ہو یا یورپ، افریقہ ہو یا کوئی اور خطہ ارض، جہاں بھی اقتدار حاصل رہا، وہاں کی عدالتوں نے اسلامی قانون کی رو سے شاتمانِ رسولؐ کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ اس کے برعکس جب کبھی یا جہاں کہیں ان کے پاس حکومت نہیں رہی، وہاں جانثارانِ تحفظ ناموس رسالتؐ نے غیر مسلم حکومت کے رائج الوقت قانون کی پروا کیے بغیر گستاخان رسولؐ کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خود ہنستے مسکراتے تختہ دار پر چڑھ گئے"

وہ مزید کہتے ہیں کہ "برصغیر پاک وہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل، حتیٰ کہ مغل شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسولؐ کو سزائے موت دی گئی لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعہ انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوا تو انہوں نے توہینِ رسالت کے قانون کو یکسر موقوف کر دیا" حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں قانون توہینِ رسالتؐ کو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے نتیجے میں نافذ کیا گیا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم یا پاکستانی حکومت کا اس قانون کی تنفیذ میں بنیادی کردار نہیں ہے۔ صدر ضیاء کے دور ہی کے وزیر قانون جناب اقبال احمد خان نے ۲۹۵ سی کے بل کی قومی اسمبلی میں شدید مزاحمت کی تھی۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا سطور میں پیش کردہ معروضات وحقائق کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے کہ قانون توہینِ رسالت (۲۹۵۔سی) کے متعلق اقلیتوں بالخصوص عیسائیوں کے وارد کردہ اعتراضات وخدشات بے بنیاد، سطحی، اشتعال انگیز، غیر معروضی، حقائق کے منافی اور بعض انتہا پسندوں کی مذہبی جنونیت اور کج فکری کا شاخسانہ ہیں۔ قانون توہینِ رسالتؐ کے خلاف احتجاجی مہم میں اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کے ضیاع کی بجائے انہیں اپنے ہم مذہب عیسائیوں میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے احترام اور پاکستانی قوانین کی پر خلوص اطاعت کے جذبے کی آبیاری کی تحریک شروع کرنی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چاہئے۔

قانون توہین رسالتؐ مصور پاکستان علامہ اقبال کے خواب کی عملی تعبیر اور قائد اعظم کے نظریہ پاکستان کی تکمیل ہے۔ محسن انسانیتؐ، رسول عربیؐ کی ناموس کے تحفظ کا عقیدہ اسلامی شریعت کا اہم ترین ستون ہونے کے اعتبار سے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا اہم ترین قلعہ ہے۔

جناب محمد اسمٰعیل قریشی کی مذکورہ تالیف کے پیش لفظ میں تحریر کردہ جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب کے یہ خیالات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں اور ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں توہین رسالت کے قانون کی اہمیت و ضرورت کے متعلق راہنما اصول کا درجہ رکھتے ہیں:

> "ریاست یا ملک اور وہاں کے معاشرے کے استحکام اور بقا کیلئے ضروری ہے کہ وہاں کی نظریاتی سرحدوں کی بھی اسی طرح حفاظت کی جائے جس طرح کہ جغرافیائی حدبندیوں کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہی جب وجہ وجود ملک و مملکت ہو تو ایسی ہستی کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی، بے ادبی اور ہرزہ سرائی سارے معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا باعث ہوگی۔ اس لیے ایسے شرپسند عناصر، جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم قرار پائیں، انتہائی سنگین سزا کے مستحق ہیں تاکہ ملک میں فتنہ اور فساد کی پرورش نہ ہو سکے۔ اگر یہ قانون موجود نہ ہو تو پھر مجرموں اور ان کے خلاف مشتعل ہونے والے مدعیوں پر عدالت کے دروازے بند ہو جائیں گے، جس کی وجہ سے ہر کوئی قانون اپنے ہاتھ میں لے کر مجرموں سے انتقام لے گا، جس سے ملک میں انارکی پھیلے گی اور یہ چیز ملک اور اہل ملک کے امن و سلامتی کیلئے انتہائی خطرناک ہے۔
>
> جن برگزیدہ ہستیوں کی بدولت یہ دنیا نیکی، سچائی، حق پرستی، عدل و انصاف جیسی اعلیٰ قدروں سے روشناس ہوئی، ان کی شان میں دشنام طرازی انتہائی گھناؤنا فعل ہے، جسے کوئی مہذب معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا اور خاص طور پر مسلمان معاشرہ۔ اس لئے ایسے دریدہ دہن گستاخانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ بند کرنے اور معاشرے کو مستحکم شائستہ، صحت مند اور صالح بنانے کیلئے ایسا قانون ناگزیر تھا۔"

(محمد عطاء اللہ صدیقی)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ